عہد نبوی کی تعلیمی درس گاہیں

محمد انس عبدالرحیم
معہد الخلیل الاسلامی، کراچی

قبل از اسلام بادیہ عرب کی علمی حالت کچھ اچھی نہ تھی، اہل عرب نہ تو کبھی اہل کتاب رہے نہ ہی علم اور علمی موشگافیوں سے کبھی ان کا واسطہ پڑا، ان پر ہمیشہ امیت اور بداوت ہی غالب رہی، البتہ پڑوس اور اندرونِ خانہ آباد، کچھ یہودی علم رکھتے تھے۔ ان کی تعلیمی درسگاہیں بھی ہوا کرتی تھیں جنہیں ''مِدْرَاس'' کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا(۱) لیکن اکثریت پھر بھی اُمّی اور قلم وکتاب سے ناواقف تھی، جو معمولی طبقہ ان چیزوں سے واقف کار تھا وہ ان کی ترویج اور نشرواشاعت سے سرِ مو غافل تھا، یہ یہودی علماء اپنے علم سے پیٹ پوجا کا کام لیتے اور احبار و رہبان کی عملی تصویر پیش کرتے (۲)۔

لیکن آخر کب تک؟ ظلمتِ شب کے بعد صبح درخشاں آ کر ہی رہتی ہے، رحمت خداوندی نے جوش مارا اور مطلعِ عرب سے خورشید اسلام طلوع ہوا، امیت اور بداوت کا داغ لیے ہوئے قوم کی قسمت اب جاگ اٹھی، جہالت کی گھور رات اپنے انجام کو پہنچی اور صبح روشن کی صاف وشفاف اور مہکتی فضاؤں میں مہتاب منور کی مسکراتی کرنیں عالم رنگ وبو کو سرور وکیف بخشنے لگیں، ناآشنا صحرائیوں کو علوم کونین کے مقفل باب کی کنجی مل گئی اور آخرکار ایک گلہ بان اور علم وکتاب سے ناآشنا قوم، علومِ دوجہاں کی امین بن گئی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ذیل میں کیا انقلاب آفریں اقدامات کیے، اس کی ہلکی سی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

مکی زندگی میں ''دارارقم''، علمی وعملی سرگرمیوں کا مرکز رہا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام لانے والوں کو یہاں اسلام اور اس کی تعلیمات سے روشناس کراتے، گویا دارارقم مکی دور کی درسگاہ نبوی تھی۔ ۱۲ھ کو بیعت عقبہ اولی کے موقع پر بیعت کرنے والے ۱۲ انصار صحابہ کیساتھ مصعب بن عمیر اور عبداللہ بن ام مکتوم کو روانہ فرمایا تاکہ وہ مدینہ میں ان کو قرآن پاک اور اسلام کی تعلیم دیں اور اس کی نشرواشاعت کریں (۳)۔ غزوۂ بدر کے موقع پر قید ہونے والے ان کفار سے جو فدیہ نہیں دے سکتے تھے، یہ فدیہ قبول کیا گیا کہ وہ اسلام کے نونہال فرزندوں کو کتابت سکھائیں گے۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے یہیں سے کتابت سیکھی (۴)۔ فرات بن یزید بن وردان کے دادا، وردان کو ابان بن سعید کی ماتحتی میں دیا کہ وہ ان کے اخراجات برداشت کریں اور قرآن کی تعلیم دیں (۵)۔ حضرت عبداللہ بن سعیدؓ کو حکم ملا کہ وہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو کتابت سکھائیں، آپؓ ایک بہترین کاتب تھے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ اصحاب صفہ کو کتابت اور قرآن

سکھاتے(۶)۔

جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا، اطراف عرب کے علاقے اسلام کے زیرنگیں آنے لگے تو حضور اکرم وہاں اپنے گورنروں اور قضاۃ کو بھیجتے رہے جو وہاں جاکر اسلامی تعلیمات کی نشرواشاعت بھرپور انداز میں کرتے، چنانچہ حضرت عتاب بن اسید کو یمن کے ایک لشکر پر قاضی بنا کر بھیجا وہاں کے لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیتے۔ اسلامی تعلیمات سے بہرہ ورفرماتے اوران کے درمیان شریعت کے مطابق فیصلہ فرماتے، حضرت ابوموسی اشعریؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کے دو الگ الگ علاقوں کی طرف بھیجا(۷) ان کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت علیؓ کو روانہ فرمایا(۸) حضرت عمرو بن حزمؓ الخزرجی النجاری کو جب کہ ان کی عمر صرف ۱۷ سال تھی، نجران کی طرف عامل بنا کر بھیجا تا کہ اہل نجران کو دین سمجھائیں، قرآن سکھائیں اور صدقات وغیرہ وصول کریں(۹)۔

۵ھ سے وفود کے آنے کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا البتہ تسلسل سے وفود کی آمد ۸ھ اور ۱۰ھ میں رہی، حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی تعلیم کا بھی بھرپور اہتمام فرمایا، وفد نجران نے حضور سے فرمائش کی کہ ہمارے ساتھ ایک امانت دار معلم کو روانہ فرمائیے، حضور نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا۔ آپ ان کو اسلام اور سنت کی تعلیم دیتے۔ ایک روایت میں یہ فرمائش اہل یمن نے کی تھی اور حضور نے ان کے ساتھ آپؓ کو روانہ فرمایا تھا(۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ثعلبہ کو بھی حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے پاس بھیجا تھا، روانہ کرتے وقت فرمایا تھا کہ میں تم کو ایسے آدمی کے پاس بھیج رہا ہوں جو تم کو اچھی طرح تعلیم دیں گے اور ادب سکھلائیں گے(۱۱)۔

علوم نبوت کی اس نشرواشاعت میں بعض اوقات نہایت کربناک حادثات کا بھی سامنا کرنا پڑا، چنانچہ خدمت اقدس میں قبیلہ عضل وقارہ کے لوگ آئے، انھوں نے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ہماری قوم کو تعلیم دینے کے لیے اپنے چند اصحاب روانہ کیجیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کو روانہ فرمایا۔ لیکن ان لوگوں نے دغا کی اور راستے میں دھوکے سے شہید کرڈالا(۱۲) اسی طرح کی دھوکہ پر مبنی فرمائش قبیلہ رعل وذکوان نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ۷۰ قراء صحابہ روانہ فرمائے انھوں نے سوائے دو حضرات کے، سب کو شہید کردیا(۱۳)۔

یہ تو تھے کچھ عملی اقدامات، ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم علمی انداز میں طلب علم کے فضائل ومناقب بیان کرکے بھی اس عظیم شعبہ کی طرف توجہ دلاتے، چنانچہ ایک موقع پر فرمایا: ''طالب علم کو خوش آمدید، طالب علم کا اس کے طلب علم سے محبت کی بناء پر فرشتے گھیرا ڈالے رہتے ہیں، اپنے پروں سے ان پر سایہ کرتے ہیں، ان کی جماعت نیچے اوپر آسمان دنیا تک ہوتی ہے''(۱۴)۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''کوئی قوم جو اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر کلام پاک کو سیکھنے سکھانے میں مشغول ہوتی ہے، ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے، رحمت ان کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کا تذکرہ مقربین ملاء اعلیٰ میں فرماتے ہیں(۱۵)۔

ایک موقع پر ترھیب کے انداز میں ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم یا تو لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم دین سکھائیں، سمجھائیں، ان کو نصیحت کریں، امر بالمعروف نہی عن المنکر کریں ورنہ میں ان کو جلد ہی سزا دوں گا۔(۱۶)

حضور اکرم خود بھی علمی حلقوں کو ترجیح دیتے چنانچہ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو حلقے ہیں ایک میں صحابہ تلاوت قرآن، دعاء ومناجات کررہے ہیں اور دوسرے میں کچھ اصحاب سیکھنے سکھانے میں مشغول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں معلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں'' اس کے بعد آپ تعلیم کے حلقے میں تشریف فرما ہوگئے (۱۷)۔

حضور اکرم کبھی کبھی اپنے اصحاب کی فہم وذکاوت کا امتحان لینے کے لیے ان سے کوئی معمہ بھی پوچھتے۔

تحصیل علم کے طریقے: عہد رسالت میں تحصیل دین وعلم کے مختلف طریقے رائج تھے۔

❶ مدینہ منورہ سے دور بسنے والے اہل اسلام یہ طریقہ اختیار کرتے کہ مہینے دو مہینے سال بھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں وفد کی صورت میں یا انفرادی طور پر آجایا کرتے اور دینی راہنمائی حاصل کرکے اپنے اپنے قبیلوں اور علاقوں میں چلے جاتے اور اس کی نشر واشاعت کرتے۔

❷ مدینہ میں ہی مقیم وہ صحابہ جو عیالداری اور معاشی جکڑ بندیوں کی وجہ سے زیادہ وقت نہ دے سکتے تھے، وہ یہ طریقہ اپناتے کہ جب موقع ملتا حاضر خدمت ہوجاتے یا دوسرے اہل علم صحابہ کرام سے پوچھ لیتے، علم کے حریص بعض صحابہ تو باری مقرر کر لیتے، چنانچہ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں اور اور عوالی مدینہ میں قبیلہ بنی امیہ بن زید کا ایک انصاری پڑوسی، ہم دونوں باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جاتے تھے، ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں، جب میری باری ہوتی تو میں اپنے ان ساتھی کو اس دن کی وحی کی خبریں بتاتا اور جس دن اس کی باری ہوتی تو وہ بھی اسی طرح کرتا (۱۸)۔

❸ وہ صحابہ جو دنیا کی فکر و پریشانی سے آزاد تھے، مال اسباب اور خانہ داری نہ رکھتے تھے، مسجد نبوی کے ایک صُفّہ (چبوترے) پر جمع رہتے (اس وجہ سے ان کو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے) یہ لوگ ہر وقت اس نبوی درس گاہ میں حاضر باش رہتے اور علوم نبویہ سے مستفید ہوتے، حضرت ابوھریرہؓ بھی انھیں اصحاب صفہ میں سے تھے اور دیگر اہل صفہ کے خورونوش کے منتظم بھی تھے۔

اصحاب صفہ کی تعداد عموماً ساٹھ ستر کے لگ بھگ ہوا کرتی، کمی زیادتی بھی ہوتی تھی، علماء نے ان کی تعداد ۴۰۰ تک بیان کی ہے (ان میں وہ ستر قراء صحابہ بھی شمار کیے جاتے ہیں جنھیں قبیلہ رعل وذکوان نے بڑی بے دردی سے شہید کر دیا تھا) حافظ ابونعیم اصفہانی شافعی (متوفی ۴۳۰ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں تقریباً ۱۹۱ اصحاب صفہ کے نام وحالات جمع کیے ہیں، تبرکاً ہم یہاں حروف تہجی کے اعتبار سے صرف ان کے اسمائے گرامی قلم بند کر دیتے ہیں۔

اسماء اصحاب صفّہ: (الف) اوس بن اوس الثقفی، اسماء بن حارثہ، الاغرّ المزنی، ابولبابہ الانصاری، ابورزین، ابوسعید خدری (سعد بن مالک) ابوہریرہ، ابوفراس الاسلمی، ابوکبشہ مولی رسول اللہ، ابوموبھبہ مولی رسول اللہ، ابوعسیب مولی

رسول اللہ، ابوریحانہ شمعون الازدی، ابوثعلبہ الخشنی، ابوبزرہ الاسلمی۔ (ب) براء بن مالک، بشیر بن الخاصیہ (ث) ثابت بن ضحاک، ثابت بن ودیعہ، ثقیف بن عمرو (ج) جرہد بن خویلد، جعیل بن سراقہ، جاریہ بن حمیل، (ح) حذیفہ بن اسید، حبیب بن زید بن عاصم، حارثہ بن النعمان، حازن بن حرملہ، حنظلہ بن ابی عامر غسیل ملئکہ، حسن بن علی بن ابی طالب، حجاج بن عمرو، حکم بن عمیر، حرملہ بن ایاس۔ (خ) خباب بن الارت، خنیس بن حذافہ، خالد بن زید (ابوایوب انصاری) خریم بن فاتک، خبیب بن یسار (د) رکین بن سعد (ر) ربیع بن کعب الاساسی (ز) زید بن الخطاب (س) سفینہ مولی رسول اللہ، سالم مولی ابوحذیفہ، سالم بن عبید الاشجعی، سالم بن عمیر، سائب بن خلاد، (ش) شقران مولی رسول اللہ، شداد بن اسید، (ص) صہیب بن سنان، صفوان بن بیضاء (ط) طخفہ بن قیس، طلحہ بن عمر، طفاوی الدوسی، (ع) عبداللہ ذوالبجادین، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عبدالاسد المخزومی، عبداللہ بن حولہ الازدی، عبداللہ بن ام مکتوم، عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری، عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن زید الجھنی، عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبدالرحمٰن بن قرط، عبدالرحمٰن بن جبر بن عمرو، عتبہ بن غزوات، عقبہ بن عامر الجھنی، عباد بن خالد الغفاری، عمرو بن عوف المزنی، عمرو بن تغلب، عویم بن ساعدہ الانصاری، عبید مولی رسول اللہ، عکاشہ بن محصن الاسدی، عرباض بن ساریہ، عبداللہ بن حبشی الخثعمی، عتبہ بن السلمی، عتبہ بن الندر السلمی، عمرو بن علبسہ السلمی، عبادہ بن قرص (فرط)، عیاض بن حمار المجاشعی، (ف) فضالہ بن عبید الانصاری، فرات بن حیان العجلی (ق) قرۃ بن ایاس المزنی، (ک) کناز بن الحصین، کعب بن عمرو (م) مسطح بن اثاثہ ابوعباد، مسعود بن الربیع القاری، معاذ ابوحلیمہ القاری، معاویہ بن الحکم السلمی (و) واثلہ بن الاسقع، وابصہ بن معبد الجھنی (ہ) ہلال مولی مغیرہ بن شعبہ (ی) یسار ابوفکیہہ۔

حافظ ابونعیمؒ کے علاوہ ابن الاعرابی (۱۹)، علامہ سلمی اور امام حاکم نے بھی اصحاب صفہ کو یکجا کرنے کا اہتمام کیا ہے، لیکن استقصاء کسی نے نہیں کیا، ہر ایک نے کسی نہ کسی کو چھوڑا ہے اور پھر جن حضرات کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض کا اصحاب صفہ میں ذکر نقد ونظر سے خالی بھی نہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں: "وقد اعتنی بجمع اصحاب الصفة ابن الأعرابی، والسلمی، والحاکم، وابونعیم، وعند کل منهم ما لیس عندالآخر، وفی بعض ما ذکروه اعتراض ومناقشة لکن لایسع هذا المختصر تفصیل ذلك" (۲۰)۔

بارگاہِ نبوت کے تعلیم یافتہ اصحاب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقدامات کا ثمرہ یہ ظاہر ہوا کہ آپ کی حیات باسعادت میں ہی کاتبین، معلمین، حفاظ وقراء، مفسرین اور فقہاء ومفتیان کی ایک بڑی تعداد تیار ہوگئی۔

کاتبین صحابہ: چنانچہ کاتبین وحی کی تعداد ابن عساکر نے ۲۳، صاحب بہجۃ المحافل نے ۲۵، امام قرطبی نے ۲۶، شبراملسی نے حاشیہ منہج میں ۴۰، امام عراقی نے اپنے اشعار میں ۴۲، البرہان الحلبی نے ۴۳ اور ہمارے ایک معاصر مصنف نے ۷۰ تک تعداد بتائی ہے، چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں:

خلفائے اربعہ، معاویہ بن ابی سفیان، زبیر بن العوام، زید بن ثابت، ابی بن کعب، شرحبیل بن حسنہ، عمرو بن العاص، عامر بن فہیرہ، عبداللہ بن ارقم، ثابت بن قیس بن شماس، خالد بن سعید بن العاص اور ان کے بھائی حبان، حنظلہ بن ابی عامر الاسدی، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول، معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی، مغیرہ بن شعبہ، خالد بن ولید، علاد بن حضرمی، جہیم بن ابی الصلت، عبداللہ بن رواحہ، محمد بن مسلمہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (رضوان اللہ علیہم اجمعین) (۲۱)

کشف الباری میں ہے کہ ''مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے قریش میں سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے وحی کی کتابت کی اور مدینہ منورہ میں سب سے پہلے وحی کی کتابت کی سعادت حضرت ابی بن کعب کو حاصل ہوئی (۲۲)۔ عموماً حضرت عثمانؓ وعلیؓ ختنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتابت وحی کا مبارک کام سرانجام دیتے، اگر یہ حضرات نہ ہوتے تو ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ ذمہ داری سنبھالتے، اگر یہ حضرات بھی کسی وجہ سے حاضر نہ ہوتے تو بقیہ حاضرین کاتبین میں سے کسی سے لکھوا لیتے، حضرت حنظلہ بن ربیع کے بارے میں آتا ہے کہ کاتبین وحی میں سے کوئی بھی غائب ہوتا تو آپؓ اس کے نائب ہوتے (۲۳)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی کے علاوہ بھی مختلف خطوط اور معاہدوں میں صحابہ سے مختلف چیزیں لکھوائی ہیں۔ آپ حضرت ابوبکرؓ وعلیؓ سے معاہدہ اور صلح نامہ لکھواتے، حضرت معاویہؓ حضور کے ان خطوط کے کاتب ہوتے جو آنحضرت اور عرب کے درمیان ہوتے۔ شرحبیل بن حسنہ، شاہان عالم کے نام خطوط پر مہر نصب کرتے، مغیرہ بن شعبہ اور معتصم بن صمادح قرض اور معاملات لکھتے، زبیر بن العوام اور جہیم بن ابی الصلت اموال صدقات کا حساب لکھا کرتے، حذیفہ بن الیمانؓ کھجور کے باغات کے تخمینے لگایا کرتے (۲۴)۔ حضرت انسؓ بن مالک اور عبداللہ بن عمروؓ یہ وہ صحابہ ہیں جنھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوال وفرامین کو زیر کتابت لانے کی اجازت مرحمت فرمائی ہوئی تھی (۲۵)۔

حفاظ وقراء کی جماعت: حفاظ صحابہ کی تعداد بھی بڑی ہے بعض علماء نے ان کی تعداد پندرہ بتائی ہے (۲۶)۔ چند مشہور حفاظ یہ ہیں، ابوبکر صدیقؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوزید انصاریؓ، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابودرداء، حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت تمیم داریؓ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) (۲۷)۔ علامہ فاس منقول ہے کہ صحابہ سے قرات کے طرق بھی مروی ہیں۔ چنانچہ مہاجرین صحابہ میں سے ان حضرات سے قرات کے طرق منقول ہیں، خلفائے اربعہ، ابن مسعودؓ، ابوہریرہؓ، عمرو بن العاصؓ اور ان کے صاحبزادے عبداللہ، ابن عمر، ابن عباس، معاویہؓ، عبداللہ بن زبیر، طلحہ بن سعد، حذیفہ، سالم مولیٰ ابوحذیفہ عبداللہ بن سائب، ابوسلمہ، حضرت عائشہؓ وحفصہ (رضی اللہ عنہم وعنھن اجمعین) اور انصار میں سے ابی بن کعب، زید بن ثابت، معاذ بن جبلؓ، ابوزید، ابودرداء مجمع بن حارثہ اور انس بن مالک سے طرق قراءت منقول ہیں۔ (۲۸)

مفسر قرآن صحابہ کرامؓ: علم تفسیر رکھنے والے صحابہ یہ ہیں، خلفائے اربعہ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت ام سلمہؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین (۳۰)۔

متفرق علوم کے ماہرین صحابہ کرامؓ: ان کے علاوہ چند دیگر علوم میں بھی بعض صحابہ ید طولیٰ رکھتے تھے، حضرت زید بن ثابت اور حضرت معاذ بن جبلؓ علم المیراث کے ماہر تھے، علم حساب میں حضرت علیؓ اور علم تعبیر رویا اور علم الانساب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک مقام رکھتے تھے (۳۱)۔

بارگاہ نبوت کے سند یافتہ صحابہ کرامؓ: ویسے تو تمام صحابہ ہی مینارہ رشد و ہدایت ہیں، مگر ان میں متعدد حضرات مختلف علوم میں خصوصیت رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس بارے میں سند عطا فرمائی تھی اور امت کو ان سے تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی تھی، چنانچہ ارشادات مبارکہ ہیں۔ ''تم لوگ میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتداء کرنا۔ قرآن کی تعلیم ان چار سے حاصل کرو، عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے علاوہ ابی بن کعب، سالم مولی ابوحذیفہ اور معاذ بن جبلؓ، معاذ بن جبلؓ میری امت میں حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم ہیں، میری امت میں میراث کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابتؓ ہیں، عبداللہ بن عباسؓ قرآن کے بہترین ترجمان ہیں، ابوموسیٰ اشعریؓ کو آل داود کی شہنائی دی گئی ہے، علیؓ قضاء کے سب سے بڑے عالم ہیں، ابودرداءؓ عبادت میں سب سے آگے، اس امت کے حکیم و دانا ہیں، ابی بن کعب قراءت میں سب سے آگے ہیں۔ جس کو قرآن تازہ بتازہ پڑھتا ہو وہ ابن مسعودؓ کی قرأت کے مطابق پڑھے، زمین کے اوپر آسمان کے نیچے ابوذرؓ سب سے زیادہ صادق اللہجہ ہیں، عبیدہ بن الجراحؓ اس امت کے امین ہیں (۳۲)۔

دور نبوی کی تعلیمی خصوصیات: ❶ سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ معلم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ کی تعلیم کا سلسلہ جبرئیل اور پھر اللہ جل جلالہ سے جا ملتا ہے اور بعض اوقات بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ ❷ تعلیم کتابی نہ تھی بلکہ زبانی تھی حضور سرتاپا تعلیم تھے۔

المصادر والمراجع

(۱) بخاری، حاشیہ جلالین، ص۱۵ (۲) دائرۃ المعارف، ج۲۰ (۳) التراتیب الاداریہ: ج۱، ص۵۶، البیان فی علوم القرآن (۴) کشف الباری کتاب المغازی، ص۲۷، الترتیب الاداریہ، ص۴۸۔۴۹ (۵) التراتیب الاداریہ، ج۱، ص۴۰ (۶) التراتیب الاداریہ، ج۱، ص۴۸ (۷) بخاری: ۲/۶۲۲ (۸) بخاری: ۲/۶۲۳ (۹) التراتیب، ج۱، ص۴۳، ۴۴ (۱۰) مسلم، ۲/۲۸۲، ۲۸۳ تکملہ فتح الملہم، ۵/۱۳۰ (۱۱) التراتیب: ۱/۴۰، ۴۱ (۱۲) بخاری: ۲/۵۸۵ (۱۳) بخاری: ۲/۵۶ (۱۴) (۱۵) مشکوٰۃ کتاب العلم: ۳۲، ۳۳ (۱۶) التراتیب بحوالہ مجمع الزوائد: ۱/۴۱ (۱۷) مشکوٰۃ کتاب العلم: ۳۶ (۱۸) بخاری کتاب العلم: ۱/۱۹ (۱۹) حلیہ الاولیاء لابی نعیمؒ: ۱/۳۲۵ تا ۲/۴۸ (۲۰) فتح الباری: ۱/۲۰۶ (۲۱) التراتیب: ۱/۱۱۵ تا ۱۱۷ (۲۲) کشف الباری فضائل القرآن، ۵۰ (۲۳) التراتیب: ۱/۱۱۸ (۲۴) التراتیب: ۱/۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۱ (۲۵) تدوین حدیث: ۲۲۷ (۲۶) تکملہ فتح الملہم: ۵/۲۰۲ (۲۷) التراتیب: ۱/۴۴ (۲۸) التراتیب ۱/۴۷ (۲۹) البیان: ۱۰۹ (۳۰) التراتیب: ۱/۵۶ (۳۱) تکملہ فتح الملہم: ۵/۳۴۹ والتراتیب (۳۲) مشکوٰۃ المصابیح: ۵۶، ۵۷۵، ۵۷۸، ۵۷۹۔